اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَ لَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر:3)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخر

مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (البيّنة:5)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

مومن کی نیت کا مقام:۔

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

”اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے“

ایک دوسری حدیث پاک میں فرمایا:

نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ

”مومن کی نیت اس کے عمل سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے“

طالب علم کو یہ بات سمجھنے میں ذرا مشکل پیش آتی ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے ہے۔علما نے اس کی کئی وجوہات لکھی ہیں:

☆سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ نیت کرنے سے مومن کو اجر ملتا ہے اور اس کے بعد میں اس کے عمل میں ریا نکلے،یا کسی وجہ سے اس کا عمل قبول نہ ہو۔لیکن اس کے نامہء اعمال میں نیکی لکھ دی جاتی ہے۔

☆دوسری وجہ یہ ہے کہ نیت کے اندر دوام ہوتا ہے اور عمل کے اندر دوام نہیں ہ
محدود ہو گا،لیکن نیت کی کوئی حد نہیں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی یہ نیت ک
زندگی ہے میں تہجد کی نماز پڑھوں گا۔اگر اس کی زندگی سو سال ہو تو یہ نیت س
سے بھی زیادہ ہے تو اس میں نیت بھی زیادہ مدت تک محیط ہو جائے گی۔اس د
سے افضل ہو جاتی ہے۔

☆یہاں ایک نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے،انسان جو بھی اعمال کرتا ہے وہ محد
کے بدلے میں جو جنت ملے گی اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔اسی طرح اند
محدود ہوتے ہیں لیکن جہنم کا عذاب ہمیشہ ہمیشہ ملتا رہے گا۔یعنی کافر نے
ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ملے گا۔

علما نے اس کی یہی وجہ بتائی کہ اگرچہ مومن محدود عمل کرتا ہے مگر اس کی
زندگی ہے میں اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کروں گا،اس لیے وہ ہمیشہ ہمیش
گا۔اور کافر کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں نے اللہ کو نہیں ماننا،یا پھر اس کے ساتھ
نیت کی وجہ سے اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔

☆اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ نیت قلب کا عمل ہے۔اس قلب کو پورے جسم
ہے کیونکہ وہاں پر انسان کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔لہٰذا قلب کا عمل باقی ت
فضیلت رکھتا ہے اس لیے ہمیشہ اپنی نیتوں کو ٹٹولتے رہنا چاہیے۔ان کی نگرا
کام کر رہے ہیں،کیا واقعی وہ اللہ رب العزت کی رضا کے لیے کر رہے ہیں یا اس ہ
ہے؟

بھلائی اٹھارہ کی نیت پر بخشش کا فیصلہ:

نیت کی خرابی کی وجہ سے پہاڑوں جیسے بڑے هَبَآءً مَّنثُورًا (الفرقان: 23) قیامت کے دن بنا دیے جائیں گے۔اور وہ چھوٹے چھوٹے عمل جن کو انسان کر کے بھول جاتا ہے ،نیت ک

قیامت کے دن انسان کی بخشش کا سبب بن جائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا

کے حق لینے والے بہت ہوں گے۔ جب ان کو ان کا حق دے دیا جائے گا تو اس بند

ہی ختم ہو جائیں گے۔دیکھنے والے یہ سمجھیں گے کہ یہ بندہ اب ضرور جہنم

فرمائیں گے: اس کے نامئہ اعمال کے سب اعمال اگر چہ لوگو ں میں تقسیم ہو گ

اس بندے کی نیت سب کے لیے ہمیشہ کے لیے، بھلائی کی ہوتی تھی۔اس بند

مجھے انتی پسند آئی کہ اس نیت پر ،میں نے اس بندے کی بخشش فرما دی۔

حیران کر دینے والا نامہء اعمال:

ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ پیش کیا جائے گا ۔اس کے نامہء

کا،عمرے کا اور نہ معلوم کتنی شب بیداریوں کا ثواب لکھا ہو گا۔وہ بڑا حیران ہو

حج کیا ہی نہیں،عمرہ بھی نہیں کیا،یا اتنے نہیں کیے جتنے لکھے ہوئے ہیں،یا

تعداد اس سے بھی زیادہ ہے۔

اس کے جواب میں اس کو کہا جائے گا: کہ تم نے تو عمل تھوڑا ہی کیا تھا، لیکن ت

اللہ کے در پر حاضری دینے کی نیت ہوتی تھی،ہر رات میں تہجد پڑھنے کی نیت

تھے: اٹھارہ

اے کاش!

اگر میرے بس میں ہوتا

اگر وسائل ہوتے

اگر میرے حالات موافق ہوتے تو میں حج اور عمرے کرتا۔

وہ جو تمہارے دل سے ایک آرزو اور تمنا اٹھتی تھی اس تمنا کے اخلاص کو دیکھ
تمہارے نامہء اعمال میں لکھ دیا کرتے تھے۔

تمنا ، جوپسند آگئی:

امام احمد بن حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی لوہار تھا۔وہ فوت ہو گیا۔اس
پوچھا:جی!آگے کیا بنا؟کہنے لگا:اللہ رب العزت کی رحمت ہو گئی اور مجھے بخش
حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہ کے درجے میں پہنچا دیا گیا ہے۔وہ سن کر بڑا حیران ہوا۔اس
گئی،خواب دیکھنے والے خود بھی محدث اور عالم تھے،وہ سوچنے لگے کہ اس
چاہیے کہ اس کا کون سا کوئی خاص عمل ہے جو اللہ رب العزت کو پسند آگیا
اس کے اہل خانہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جیسے ایک عام مسلمان کی زن
زندگی تھی۔پھر انہوں نے بتایا کہ میں اس وجہ سے پوچھ رہا ہوں۔

☆چنانچہ ان کے اہل خانہ نے ان کو بتا یا کہ میں نے ان میں دو باتیں بڑی عجیب د
ان کے دل میں اللہ رب العزت کا احترام بہت تھا۔یہاں تک کہ جب یہ لوہا کوٹ رہ
ہتھوڑا مارنے کے لیے سر سے اوپر اٹھاتے،اگر عین اس وقت اذان کی آواز" اللہ اک

وقت ہتھوڑے کو نیچے رکھ دیتے تھے کہ اب میرے پروردگا ر نے بلا لیا ہے،اب
کرتا ہوں۔

☆دوسرا یہ کہ جب یہ تھکے ہوئے گھر آتے تھے اور رات کو دیکھتے تھے کہ اما
اپنی چھت کے اوپر عبادت کرتے ہیں تو یہ حسرت اور افسوس کے ساتھ سرد آہیں
کہ میں کیا کروں میرے بچے زیادہ ہیں۔اگر میں کام نہیں کروں گا تو ان بچوں کے
گا؟اگر میرے پیٹھ ہلکی ہوتی ،مجھ پر بچوں کا یہ بوجھ نہ ہوتا اور میں وقت ف
بن حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح راتیں گزارتا۔

وہ محدث فرمانے لگے:ہاں!ان کا یہ عمل ایسا تھا کہ اس کے دل کے اخلاص کی
جنت میں اسے وہی درجہ عطا فرما دیا جو امام احمد بن حنبلؒ رحمۃ اللہ علیہؒ کو
اس سے پتہ چلا کہ انسان ایک عمل خود تو نہیں کر سکتا، لیکن اس عمل کے کر
نا! ہم نیک تو نہیں بن سکے مگر تمنا تو رکھ سکتے ہیں نا!ہم سر سے لے کر پا
شریعت کے مطابق نہیں بن سکے، لیکن تمنا تو رکھ سکتے ہیں۔ تو نیت کر لینے
نعمتیں مل جاتی ہیں جو عمل پر بھی اس کو نہیں ملا کرتیں۔

صدق دل کی علامت:

صدق دل کی علامت یہ ہے کہ جو انسان کے بس میں ہو وہ کر لے،ایک بندہ کہ
ہوں ۔اب کیسے پتہ چلے کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا غلط،تو صدق دل کی یہ ع
کے اختیار میں ہے ، اگر وہ کرلے گا تو اللہ رب العزت اسے اس کا بھی اجر عطا فر
اختیار سے باہر ہو گا، اس لیے قیامت کے دن کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو د

گزرے ہوں گے، دنیا کے اندر ان کا شمار امراء میں ہو گا، مگر قیامت کے دن اللہ ن
فرمائیں گے۔اور کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں نانِ شبینہ کو ترستے تھے،
تھے، مگر قیامت کے دن قارون کے ساتھ ان کا حشر کر دیا جائے گا۔اس لیے کہ از
تھی جو قارون کے دل کی تھی۔یہ دل کی نیت پر منحصر ہے۔

اگر ہمارے دل میں یہ نیت ہو گی کہ ہم اللہ رب العزت کی معرفت حاصل کرنا چ
سے اپنے دل کو لبریز کرنا چاہتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ اسی نیت کو اللہ تعالیٰ
اپنے چاہنے والوں کی جماعت میں ہمیں بھی شامل فرما لے۔

مخلص بندے کی پہچان:

فقیہ ابو اللیث سمر قندیؒ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا:حضرت ہم اخلاص
رہتے ہیں،آپ ہمیں کوئی مثال سے کر سمجھائیں کہ مخلص کون ہوتا ہے؟

حضرت نے ان کو ایک عجیب مثال سے بات سمجھائی۔فرمایا:کیا تم نے کبھی
دیکھا ہے؟عرض کیا:جی ہاں۔پوچھا:جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے ارد گر د
ہیں۔مجھے یہ بتاؤ کہ کبھی اس کے دل میں یہ خیال گزرا ہے کہ میری اس عبا
کریں گی؟اس نے کہا: نہیں۔فرمانے لگے کہ یہ مخلص بندے کی نشانی ہے کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس کے دل میں ذرا بھی توقع نہیں ہوتی کا
کریں۔جیسے کسی کو بکریوں سے تعریف کی امید نہیں اسی طرح اس کے دل میں
کوئی امیدنہیں ہوتی

جس کا عمل ہو بے غرض ، اس کی جزا کچھ اور ہے

ہیرا اور موتی دیکھنے میں کتنا چھوٹا ہوتا ہے مگر قیمت کے اعتبار سے کتنا ز
اخلاص ہو گا وہ ہیرے اور موتی کی طرح ہو گا۔

مخلص بندے کے عمل کی عظمت:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میر
یا وعظ ونصیحت کی باتیں،قرآن و حدیث کی باتیں، قلم ٹھیک نہیں چل رہا تھا۔م
کے انگوٹھے پر ذرا ٹھیک کیا۔ناخن پر سیاہی لگ گئی۔فرماتے ہیں: کہ میں لکھت
قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔چنانچہ جب میں بیت الخلاء میں گ
ہونے کے لیے بیٹھنے لگا تو اچانک میری نظر اس سیاہی پر پڑی۔ یہ دیکھ کر میر
سیاہی کو میں اللہ رب العزت کے کلام اور نبی علیہ السلام کے فرمان کو لکھنے
اپنی ضرورت سے فارغ ہوا، اور طہارت کے لیے پانی استعمال کیا تو یہ سیاہی د
اندرشامل ہو جائے گی اوریہ چیز مجھے ادب کے خلاف محسوس ہوئی،چنانچہ م
بیت الخلا سے باہر آگیا۔پھر ایک پاک جگہ پر میں نے اس سیاہی کو دھو لیا۔جیس
سیاہی کو دھویا اسی وقت مجھے الہام ہوا :

”احمد سرہندی!تیرے اس عمل کی وجہ سے ہم نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر
اب دیکھنے میں یہ عمل کتنا چھوٹا ہے! مگر چونکہ اخلاص تھا اس لیے مغفرت

تین چیزیں اللہ کے لیے خاص ہیں:

تین چیزیں اللہ رب العزت کے لیے خاص ہیں

☆پہلی چیز، رجوع۔کوشش کی جائے کہ رجوع ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے

الی اللہ رجوع الی اللہ پھارو مُنِيبِينَ إِلَيْهِ (الروم:33)

ثُمَّ أَنَابَ(صٓ:34)

☆دوسری چیز ،احتیاج۔کہ ضرورت کے وقت انسان ہمیشہ اپنے رب کی طرف م
ضرورت ہو۔ حتی کہ جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اپنے پرودگار سے مانگے۔
☆تیسری چیز،اعتماد۔بھروسہ ہمیشہ اللہ رب العزت کی ذات پر رکھے۔کوئی بھی
بارے میں اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھا جائے۔
جس بندے کے یہ تین عمل ٹھیک ہو گئے اس کی زندگی شریعت و سنت کے مد

قول و فعل کا تضاد:

آ ج کے دور میں تین باتوں میں قول اور فعل کا تضاد بہت عام ہو گیا ہے:
(ا)ہم کہتے ہیں کہ ہم اللہ رب العزت کے بندے ہیں، مگر کام آزاد لوگوں جیسے
ایسے گزارتے ہیں جیسے ہم من مرضی کے مالک ہیں،بلکہ زبان سے کہہ بھی دی
جو ہماری مرضی ہو گی۔بھئی! جب کلمہ پڑھ لیا تو ہماری مرضی تو گئی ۔اب تو
مرضی نہیں چلے گی۔شریعت کے حکم کو ہی سب پر فضیلت حاصل ہے۔دیکھ
ہوتا ہے غلام اور ایک ہوتا ہے بندہ۔خادم آزاد ہوتا ہے مگر کچھ وقت کے لیے ا
ہے۔غلام اس سے ذرا کم درجے کا ہوتا ہے،وہ خریدا ہوا ہوتا ہے۔اور جس کو بند
بھی کم درجے کا ہوتا ہے۔ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں،اس کی مِلک ہیں،وہ ہ
تعالیٰ کو بندوں پر اختیار بہت زیادہ ہے بہ نسبت اس کے جو ایک بندے کو غلام

توقع کی جاتی ہے؟کہ وہ اپنے آقا کی ہر بات مانے گا۔کیا ہم بھی اپنے پروردگارِ حق
مانتے ہیں؟......ہم زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں لیکن کام آز
ہیں۔ہمیں اپنی کوتاہی نظرہی نہیں آتیں۔باقی سب لوگوں کے اندر عیب نظر آ
عارف نے کہا:

”اے دوست!تم لوگوں کے عیب اس طرح نہ دیکھو کہ جیسے تم لوگوں کے آقا ہو
کہ جیسے تم بھی کسی کے غلام ہو۔“

(۲)ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت ہمارا رازق (رزق دینے والا)ہے، لیکن دلور
وقت تک نہیں آتا جب تک کہ سب کچھ اپنے پاس حاصل نہیں کر لیتے۔زبان سے
وعدے سچے ہیں،مگر رزق کے معاملے میں، جب تک آنکھ سے نظر نہیں آجا
ہے،جیب میں موجود ہے،اس وقت تک یقین نہیں آتا۔

اس لیے جو بندہ آج دین داری کی زندگی گزارتا ہے اور وہ طالب علم بننا چاہتا ہے
سے سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہے کہ پھر کھاؤ گے کہاں سے؟ان کو یہ بات سمجھ
رزق کیسے پہنچائیں گے؟

ایک صاحب بیرون ملک میں ملے۔وہ کہتے تھے:میں تقلید کو نہیں مانتا۔فلا
مانتا۔کچھ باتیں کہنے کے بعد مجھے کہنے لگے:آپ لوگوں کو اللہ اللہ کے سوا ا
کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا:اللہ کے بندے اللہ کے واسطے قیامت کے دن یہی
لوگوں کو دنیا میں اللہ اللہ کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔ہم زبان سے تو کہتے ہیں
رازق ہیں مگر ہمیں اس وقت تک یقین نہیں آتا جب تک ہماری جیب میں کچھ آ

(۳)اللہ رب العزت کی ملاقات کے لیے تیاری کی ضرورت ہے۔اس بات کو تو ہم س
زندگی ایسے گزارتے ہیں جیسے ہمیں مرنا ہی نہیں۔ہر بندہ کہے گا کہ جی!مو
جائے کہ اس کی تیاری کس نے کرنی ہے، توہم میں سے کوئی بھی ہاتھ کھڑا نہیں
تیاری جس طرح سے کرنی چاہیے ہم نہیں کر پا رہے۔دنیا ہی کے معاملات
ہیں۔حالانکہ دنیا انسان کے جسم کو بوڑھا کر دیتی ہے اور اس کی آرزوئوں کو
ہاں!عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ ا س کی آرزوئیں بھی جوان ہوتی چلی جاتی ہیں۔
نہیں ہیں۔یہ تو ایسے ہی ہوا جیسے بارات والے گھر پہنچ گئے تھے اور لڑکی والے
کہیں گئے ہوئے تھے۔اسی طرح جب انسان کی روانگی کا وقت آئے گا تو اسے کھڑ
کر جانا پڑے گا۔

ایک اور مثال پر ذرا غور کیجیے!اگر کسی دن آپ اپنے کاموں میں بیٹھے ہوئے ہ
بھئی! اٹھ کر چلو،فلاں کام کے لیے فلاں شہر جانا ہے،تو آپ کو کتنی مصیبت
گے:بھئی!میں نے یہ کام بھی کرنا ہے،یہ کہنا ہے،وہ بتانا ہے۔ہمیں اپنے ارد گرد
آئیں گے۔ہم کہیں گے:میرا تو فلاں کام میرے بغیر چل ہی نہیں سکتا،میرا م
ہے۔اس پر موت کو قیاس کریں کہ جب ملک الموت آئیں گے تو وہ اچانک لے
گے۔پھر ہمارے پیچھے کاموں کا کیا بنے گا؟اس موت کی تیاری ہمیں اسی زندگ
لیے ہمیں کوئی علیحدہ وقت نہیں ملے گا۔

اچھے سالک کی تین علامتیں:

علما نے اچھے سالک کی تین علامتیں لکھی ہیں:

(۱)دل سے دنیا کو ٹھکرا دینا:

پہلی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے دل سے دنیا کو ٹھکرا دیتا ہے،وہ دنیا سے نگاہیں
ہے،اس لیے کہ دنیا فانی ہے اور ایک نہ ایک دن ہمیں اسے چھوڑ کر جانا ہے۔ا
والے گھر سے کٹ جاتا ہے۔اور آخرت کی طرف اس کی طبیعت مائل ہو جاتی ہے
ہوتی ہے تو پھر انسان دنیا کے پیچھے نہیں بھاگتا، بلکہ دنیا اس کے پیچھے آتی ہ
یہ بھی یاد رکھیں! دنیا آخرت کے سائے کی مانند ہے۔اگر ہم سائے کے پیچھے جائیں
ملے گا،لیکن اگر آخرت کو بنالیں گے تو دنیا خود بخود پیچھے آتی چلی جائے گی۔
سکتی ہے، لیکن بن مانگے آخرت نہیں ملتی۔اس کے لیے محنت کرنی پڑتی ہے۔

(۲)موت کو محبوب سمجھنا:

دوسری علامت یہ ہے کہ موت کو محبوب سمجھتا ہے۔آج تو حالت یہ ہے کہ
لیں تو عورتیں نام بھی سننا پسند نہیں کرتیں،جبکہ ہمارے اکابر کا یہ حال تھا ک
فرمایا کرتے تھے۔

سیدنا عمرؓ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر لکھوایا:

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا يَا عُمَرُ

”اے عمر!موت ہی نصیحت کافی ہے“

بلکہ سیدنا عمرؓ نے ایک آدمی کو اس بات پر متعین کیا کہ مختلف محفلوں میں
مناسبت سے موت کا تذکرہ چھیڑتے رہا کرو۔کیا ہم بھی اپنی موت کو یاد کرنے ک

کرتے ہیں۔اسی وجہ سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔

یہی سیدنا عمر تھے جنہوں نے رومی کو خط لکھ کر فرمایا تھا:

"میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو موت کا پیالہ پینا اس طرح پسند کرتی ہے ج
پینا پسند کرتے ہو۔"

وہ موت کے انتظار میں رہا کرتے تھے۔ملک الموت کو دیکھ کر کہتے تھے:

"کتنا ہی اچھا مہمان آیا !ہم تو عرصے سے تمہارے انتظار میں تھے۔"

(۳)صلحا کا مقبول ہونا:

تیسری علامت یہ ہے کہ وہ صلحا کا مقبول ہو۔نیک اور پارسا لوگ اس کو پسند
کو دیکھا ہو گا کہ وہ علما پر ہی اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ایسے لوگوں کا تصوف
کو علما سے حسنِ ظن حاصل نہ ہو۔کچھ تو علم کے ہی مخالف ہوتے ہیں اور ک

"علموں بس کریں او یار"

علم ذکرو سلوک کے راستے میں رکاوٹ نہیں،بلکہ معاون ہوتا ہے۔حسن بصر
ہیں:میں اور میر ایک اور ساتھی اکٹھے سلوک کی راہ پر چلے،لیکن اللہ تعالیٰ نے
آسان کردی، کیونکہ میں علم میں اپنے بھائی سے بڑھا ہوا تھا۔

سالک کو چاہیے کہ وہ سب صلحا سے عقیدت اور محبت رکھے۔اول تو وہ مراد بنے

☆ سیدنا عمر نبی علیہ السلام کی مراد بنے

☆ جیسے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی
ان کے شیخ ان پر اتنے خوش تھے کہ فرمایا کرتے تھے:

"اگر شریعت اجازت دیتی کہ دو بندوں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو میں وصی
مجھے ایک ہی قبر میں دفن کر دیا جائے۔"

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ثنا اللہ پانی پتی رحمۃ الل
طرح کے الفاظ کہے۔فرماتے تھے:

"اگر قیامت کے دن رب کریم نے مجھ سے پوچھا کہ تو میرے پاس کیا لایا ہے ؟
اللہ کے حضور پیش کر دوں گا۔"

سالک اوّل تو مراد بنے۔اگر مراد نہیں بن سکتا تو کم از کم مرید تو بنے۔شیخ کی ارا
سہی۔بلکہ آج کے دور میں تو ارادت بھی خالی خولی ہوتی ہے۔مرید چاہتا ہے ک
اور پیر سے توقع کرتا ہے کہ وہ مرید بن کے رہے۔اس طرح چونکہ ارادت پختہ نہیں
بہت سارے فیوضات سے محروم رہ جاتا ہے۔

شیخ سے ارادت کا ایک سبق آموز واقعہ:

ایک بزرگ تھے، ان سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ تھے۔وقت کے بادشاہ ک
سوچا کہ ان کے مریدین زیادہ ہوتے چلے جا رہے ہیں، کہیں میرے لیے یہ خط
چنانچہ اس نے حضرت کو اپنے پاس بلوایا۔

بادشاہ نے کہا:جی! مجھے آپ کے متعلقین کی کثرت کی وجہ سے ڈر سا محسوس
لیے خطرہ ثابت نہ ہوں۔

انہوں نے فرمایا:جناب!آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یہ بھیڑ جمع ہے
ہیں۔

بادشاہ کہنے لگا: نہیں ،میں نے تو سنا ہے کہ آپ کے چاہنے والے لاکھوں ہیں۔

انہوں نے فرمایا: نہیں ،آپ کو رپورٹ غلط ملی ہے۔حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

با دشاہ نے کہا:نہیں، ہم تو دیکھتے ہیں کہ روزانہ سینکڑوں آدمی آپ کے پاس آتے

انہوں نے فرمایا:جناب!ایسا نہیں ہے ،میرے تو اس دنیا میں کل ڈیڑھ مرید ہیں۔

باد شاہ نے حیران ہو کر کہا:یہ لاکھوں کا مجمع اور آپ کہتے ہیں کہ ڈیڑھ مرید !!!

انہوں نے کہا: جی ہاں!

بادشاہ نے کہا:میں نہیں مانتا۔

انہوں نے کہا :میں آپ کو طریقہ بتا دیتا ہوں چیک کرنے کا ۔

بادشاہ نے کہا: ٹھیک ہے۔

چنانچہ انہوں نے بادشاہ کو ایک ترکیب بتائی۔پھر بادشاہ نے ترکیب کے مطابق اع

سے جتنے تعلق رکھنے والے ہیں وہ سارے کے سارے فلاں جگہ جمع ہو جائیں

میں لوگ جمع ہو گئے۔

وہاں پر بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ اس شیخ سے ایک ایسی غلطی ہوئی ہے کہ جس

ضروری ہو گیا ہے۔ہاں ! اس کے بدلے میں اگر کوئی اپنی جان پیش کر سکتا ہے

کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔اب کون ہاتھ کھڑا کرے،وہیں سے لوگوں نے

دیا۔بس تھوڑے سے رہ گئے۔بادشاہ نے پھر کہا:ہے کوئی؟جو اپنے آپ کو ان کی ج

یہ سن کر ایک مرد آگے بڑھااور اس نے کہا :جی ہاں!آپ بے شک مجھے قتل کر د

دیں۔

بادشاہ نے ایک خیمہ لگایا ہوا تھا اور اس خیمے کے اندر ایک بکری بھی پہنچائی ہ
کہا: آپ مجھے میرے شیخ کی جگہ پر قتل کر دیں اس کو اس خیمے میں پہنچا
اس بکری کو وہاں پر ذبح کر دیا گیا۔جب بکری کا خون خیمے سے باہر نکلا تو سب
کو تو قتل کر دیا گیا ہے۔اب سب لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

بادشاہ نے پھر اعلان کیا کہ ایک اور بندے کی ضرورت ہے۔اب کوئی اور ہے جو
کی جگہ پر پیش کرے،اب تو وہ خون بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔اس
کرتا،چنانچہ سب خاموش ہو گئے۔جب بار بار پوچھا گیا تو ایک عورت نے کہا:جی
شیخ کے بدلے میں اپنی جان پیش کرتی ہوں،مجھے قتل کر دو اور میرے شیخ کو
ساتھ کھڑا نہ کیا۔

چنانچہ اب شیخ نے بادشاہ سے کہا:دیکھا !میں نہیں کہتا تھا کہ آپ کو لاکھوں کا
مریدین ان میں سے ڈیڑھ ہی ہیں۔

بادشاہ نے کہا:ہاں:ٹھیک ہے،مرد کی گواہی پوری اور عورت کی گواہی آدھی ہوتی
ٹھیک ہی کہا کہ مرد ایک مرید ہے اور عورت آدھی مرید۔یوں ڈیڑھ مرید بن گئے۔
شیخ نے کہا:نہیں نہیں!الٹ بات ہے،مرد آدھا مرید تھا اور عورت پوری مرید تھی، ج
سے دیکھا اور پھر اپنی جان دینے کے لیے تیار ہو گئی۔

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ لوگ شیخ کے ساتھ ارادت کا اظہار تو کرتے ہیں،لیکن آ
پختگی حاصل نہیں ہوتی۔پھر اس کی وجہ سے مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

تین سچی باتیں:

تین باتیں لوہے پر لکیر ہیں۔ان کو اپنے سینوں پر لکھ لیجیے۔آپ ان کو ہمیشہ سج

(۱)جو بندہ اپنے باطن کو درست کر لیتا ہے،اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو سنوار دیا کر

تو کہتے ہیں کہ جی میری یہ بھی رکاوٹ ہے اور یہ بھی رکاوٹ ہے۔یہ رکاوٹیں ا

میں خرابی ہوتی ہے۔جو بندہ اپنے من کو صاف کر لے گا، ایک وقت آئے گا کہ الل

دور کر دیں گے۔اللہ تعالیٰ ناموافق حالات کو بھی اس کے لیے موافق بنا دیں گے۔

(۲)جو بندہ اپنی آخرت کو سنوار لیتا ہے اللہ رب العزت اس کی دنیا کو بھی سنوار د

(۳)جو بندہ اپنا معاملہ اپنے پروردگار سے درست کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا معا

درست فرما دیتا ہے۔آج نوجوان سوچتے ہیں ،او جی! میں کیا کروں؟چہرے پر

ناراض ہو جائے گی۔ابو ناراض ہو جائیں گے۔فلاں ناراض ہو جائے گا،نہیں، شریعت

اللہ رب العزت کی رضا کو سب سے پہلے ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

خاوند کہتا ہے :دعا کریں بیوی دین کے معاملے میں میرے ساتھ کوآپریٹ (تعاو

کہتی ہے:دعا کریں ،دین کے معاملے میں خاوند میرا ساتھ نہیں دیتا۔نہیں، ایسی ب

میاں یا بیوی اپنے تعلق کو اللہ کے ساتھ ٹھیک کر لیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اور مخ

کردیں گے۔ چور اپنے اندر ہوتا ہے اور ہم اسے کسی اور جگہ ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں

اولاد ٹھیک نہیں۔بھئی! اولاد میں چو ر نہیں ہے،چور ہمارے دل کے اندر ہے

شریعت پر سو فیصد جمالیں گے تو اللہ رب العزت ہمارے اور مخلوق کے تعلقا

گے۔اگرتُلم یہ کہیں کہ ہم تو جیسے کیسے ہیں،سو ہیں،بس اولاد ٹھیک ہو جائے
نہیں ہو گی،اس لیے کہ ہم جیسا نمونہ ان کو پیش کریں گے وہ اپنے آپ کو اس
کوشش کرے گی۔

ایک بزرگ تھے ۔ان کے پاس ایک بندہ اپنے بیٹے کو لے کر آیا اور کہنے لگا: حضر
ٹھیک بن جائے،وہ معصوم سا دودھ پیتا بچہ تھا،اس آدمی کاچہرہ بالکل صاف ستھ
چہرے پر ہاتھ پھر کر فرمایا: اچھا !ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے باپ
فرمائے۔

محبت دنیا کی سزا کی علامتیں:

محبتِ دنیا کی سزا بہت سخت ہوتی ہے،اس کی تین علامتیں ہیں:

☆پہلی علامت: اللہ رب العزت محبتِ دنیا کی وجہ سے بندے کو ایسا غم دے دی
چھٹکارا ہی نہیں ملتا ،اسی لیے ڈپریشن کا شکار رہتے ہیں۔ایک پریشانی ختم نہی
وہ ختم نہیں ہوتی اور تیسری اوپر سے،یہ پہلی سزاہے۔

☆ دوسری علامت: یعنی الجھن جو ختم ہوتی ہی نہیں۔بندہ الجھنوں کا شکار رہتا ہے
ہیں اپنی پریشانیوں سے،لیکن پریشانیاں دور نہیں ہوتیں۔ لوگ آکر کہتے ہیں:حد
کر رہا ہوں کہ میری پریشانیاں دور ہوں لیکن وہ ختم ہوتی ہی نہیں۔حضرت!آپ
تو دعا کر رہے ہیں، ہم بھی تو اپنے من کو صاف کریں نا!ہم چاہتے ہیں کہ ہم جی
اللہ تعالیٰ ہمارے حالات کو بدل دیں،یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

☆تیسری علامت: یعنی فقر جو کبھی دور نہیں ہوتا۔دیکھنے میں انسان لاکھوں پتی ہو

لاکھوں اٹھائیں ہوں گے۔یہ بڑے بڑے بزنس مین اور کارخانہ دار بنک کے کتنے مقرو

ان سے ہی پوچھیں۔

تعجب خیز باتیں:

جو انسان دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرے گا، رب کریم اس کی دنیا کو

دیں گے۔سنورانے سے کیا مراد؟یہ نہیں کہ اسے بادشاہ بنا دیں گے بلکہ اس سے م

حالات کو دین کے موافق بنا دیں گے۔کتنی عجیب بات! ہے کہ مالدار آدمی اس د

سہولت مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کیا اسے آخرت کے گھر کے لیے سہ

ہے؟ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے:

”مجھے تعجب ہے اس مالدار شخص پر جو دنیا کی سہولتوں کے لیے تو سب کچھ

سہولت کے لیے مال خرچ نہیں کرتا۔“

وہ یہ بھی فرماتے تھے:

”مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو بستر لگا کر آرام کی نیند تو سوتا ہے مگر آخ

فریاد نہیں کرتا۔“

اور فرماتے تھے:

”مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو مانتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے حضو

ارادے کے ساتھ گناہ کر بیٹھتا ہے۔“

گناہ،پریشانیوں کی پوٹلی:

گناہوں کے اندر پریشانیاں ہیں۔آپ یوں سمجھیں کہ گناہ کی مثال ایک پوٹلی کی

میں پرانٹفافیاں بھری ہوئی ہیں۔جب ہم وہ گناہ کریں گے تو اس پوٹلی میں سے وہ
جائیں گی۔

اگر کسی کو کہا جائے کہ اس پوٹلی کے اندر بچھو ہیں، ذرا اسے کھولو، تو وہ قر
گا:جی!میں کیسے کھولوں؟تو بھئی! اگر ہم بچھووالی پوٹلی کو کھولنے پر آمادہ نہی
کیوں کھولتے پھرتے ہیں،گناہ کا ارتکاب کرنا پریشانیوں کی پوٹلی کو کھولنے کے
سالک کو چاہیے کہ وہ علم اور ارادے کے ساتھ گناہ کرنا چھوڑ دے۔

یاد رکھیں!جو انسان اللہ رب العزت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتا ہے،پھر اللہ
کو بھی برباد کر دیتے ہیں۔تصوف و سلوک کا پہلا قدم بھی یہی ہے کہ انسان حتی
رب العزت کی نافرمانی نہ ہو۔کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتہ بن جائے گا؟نہ
ہے کہ دل میں نیت یہی رکھے ، ہاں!اگر کسی وقت نفس غالب آجائے اور شیطا
دے تو فوراً توبہ کے ساتھ پھر اس نیت کا اعادہ کرے۔نیت ہر وقت اپنے دل میں
اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرنی۔

روحانیت کی تباہی:

گناہوں کی وجہ سے آج روحانی حالتیں بہت زیادہ ابتر ہو چکی ہیں۔مثال کے طور
☆ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے مرزا مظہر جانِ جاناںؒ،وہ ب
کشف بزرگ تھے۔ان کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب می
مرزا صاحب جیسا صاحبِ روحانیت شخص مجھے پوری دنیا میں نظر نہیں آتا۔

مرزامظہر جانِ جاناںؒ نے اپنے گھر کے ساتھ ”مسجدِ بیت“بنائی ہوئی تھی،وہ رو

باجماعت پڑھتے تھے،البتہ جمعہ پڑھنے کے لیے وہ دہلی کی جامع مسجد میں آ
گھرسے چند سو قدم کے فاصلے پر وہ جامع مسجد تھی۔چونکہ حضرت باہر نہیں
ملنے کے لیے اور زیارت کرنے کے لیے تڑپا کرتے تھے۔جب حضرت جمعہ کے د
جاتے تھے اس وقت ملنے والے ان سے مل لیتے تھے۔مگر حضرت کیا کرتے تھے؟
ہی مسجد میں داخل ہونے لگتے تو اپنے چہرے پر رومال لے لیتے تھے۔دیکھنے
زیادہ پریشان ہوتے تھے۔

ان کا ایک خادم تھا، اس نے ایک دن پوچھ لیا:حضرت!لوگ آپ سے اتنی محبت
دیدار کرنا چاہتے ہیں لیکن آپ کا معاملہ یہ ہے کہ آپ چھ دن تو گھر سے باہر ن
دن نکلتے ہیں تو اپنا چہرہ ہی چھپا لیتے ہیں۔انہوں نے اس خادم کو اپنے قریب ب
پر ڈال دیا۔رومال کا سر پر آنا ہی تھا کہ خادم نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔

جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے پوچھا: کیا بنا؟ اس نے بتایا کہ انہوں نے جیسے
ڈالا اور میں نے لوگوں کی طرف دیکھا تو مجھے مسجد میں چند انسان نظر آئے او
خنزیر نظر آرہے تھے۔ان کی روحانی شکلیں جو گناہوں کے سبب تھیں،وہ ان کو نظ
پھر مرزا صاحب نے فرمایا:کہ دیکھو!میری یہ روحانی کیفیت ہے۔اس وجہ سے م
لیتا ہوں،تاکہ میری ان پر نظر ہی نہ پڑے اور مجھے کسی کے بارے میں بد گمانی

☆اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہؒ کے
رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے درسِ قرآن میں سنایا کرتے تھے،فرماتے تھے:ایک مرتبہ
کہ مجھے ایک مجذوب ملے۔ایک اللہ والے ملے۔میں نے انہیں پہچان لیااور ا

گیاالسلام علیکم،وعلیکم السلام،انہوں نے مجھ سے پوچھا :احمد علی !انسان کہار

پوچھا تو میں بڑا حیران ہوا، کیونکہ ارد گرد سب لوگ تھے۔چنانچہ میں نے کہا:حد

ہیں۔جب میں نے یہ کہا تو انہوں نے حیران ہو کر ان لوگوں پر ایک نظر ڈالی او

ہیں!!!

ان کی اس بات میں کچھ تاثیر ایسی تھی کہ میری بھی ایسی کیفیت بنی کہ مجھ

انسان تھوڑے نظر آئے۔جب میری یہ کیفیت دور ہوئی تو وہ اللہ والے جا چکے تھے

قرآن میں سنا کر یہ فرمایا کرتے تھے :

مالک تو سب کا ایک مالک کا ہوئوں ایکمیں نہ ملے گا لاکھوں میں تو د

شاید لاکھوں میں کوئی ایک مل جائے۔

تصوف و سلوک کا نچوڑ یہ ہے کہ ہم اپنی پوری زندگی شریعت و سنت کے مطابق

پائوں تک اپنے رب کی فرمانبرداری والی زندگی کو اختیار کریں۔اپنے دل میں ہر وق

اپنی زندگی میں خود بھی گناہوں کا وبال دیکھنا پڑے گا۔

تین بنیادی گناہ:

تین گناہ تمام گناہوں کی بنیاد ہیں:

(ا)سب سے پہلا گناہ تکبر ہے،یہ ماں ہے اور عجب اور خود پسندی ،سب اسی تک

ہیں،عرش کے اوپر اللہ رب العزت کی نافرمانی اسی گناہ کی وجہ سے ہوئی ۔شیطان

(۲)دوسرا گناہ حرص ہے،یہ حرص بہت بڑی مصیبت ہے، نوجوان میں جو شہوت

ہی کی اولاد ہے،اصل بنیاد حرص ہوتی ہے۔سوچیں تو سہی کہ ایک آدمی کا نکا

وہ نیک ﷺبھی ہے اور محبت کرنے والی بھی ہے۔اب تو اس کی گھریلو زندگی خوشی
نہیں،اب اس کی نظر کسی اور کے اوپر ہوتی ہے۔کس وجہ سے؟حرص کی وجہ سے
(۳)تیسرا گناہ حسد ہے۔ یہ ایمان والوں کے خلاف جو کینہ دل میں ہوتا ہے، یہ
ہے۔

ان تینوں گناہوں سے ہم ہمیشہ بچنے کی کوشش کریں۔یہ بہت ہی خطرناک گن

☆عرش کے اوپر جو اللہ تعالیٰ کی نا فرمانی ہوئی وہ کس وجہ سے ہوئی؟تکبر کی

☆جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے جو بھول ہوئی اس کی بنیاد کیا بنی تھ
اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی ہوتی ہے۔ان کے دل میں تھا کہ مجھے ہمیشہ ہ
ملے اور اللہ رب العزت کے قرب میں رہوں۔

☆زمین میں جو سب سے پہلا گناہ ہوا وہ حسد کی وجہ سے ہوا کہ ایک بھائی نے
دیا۔

یہ تینوں گناہ بنیادی گناہ ہیں۔لہٰذا ان سے بچنے کے لیے انسان کو پوری ک
گزرجاتی ہے اور انسان گناہوں کو چھوڑنے کی بجائے گناہ کی عادت میں پختہ ہو

سفید بالوں سے حیا،مگر......

سیدنا عمرؓ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ نبی ﷺ کی مبارک
آنسو ٹپک رہے ہیں۔سیدنا عمرؓ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور عرض کیا:اے اللہ
ﷺ!آپ کیوں رو رہے ہیں؟نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:ابھی میرے پاس جبر
وہ آکر مجھے کہنے لگے :جو بندہ کلمہ پڑھ لیتا ہے اور کلمہ پڑھتے پڑھتے ا

ہیں۔اسی بوڑھے کو عذاب دیتے ہوئے اللہ رب العزت کو حیا آتی ہے۔میں اس بات
اللہ تعالیٰ کو تو بوڑھے بندے کو عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے مگر بوڑھے کو الل
کیوں حیا نہیں آتی؟

ایک بزرگ کی نصیحت:

ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:”بیٹا!گناہ نہ کر،اللہ سے حیا
نہیں تو مخلوق سے حیا کر،اور اگر مخلوق سے حیا نہیں تو اپنے آپ کو جانوروں میں

تین انمول باتیں:

آج کی پہلی محفل میں آپ تین باتیں اپنے دلوں میں محفوظ کر لیجیے۔

(ا)سالک، کامیاب تب ہوتا ہے جب اس کے دل میں گناہوں سے بچنے کے لیے ا
ہو،جو بندہ یہ کہے کہ جی میرے دل میں اللہ کا بڑا خوف ہے اور پھر ارادے سے
سمجھ لو کہ یہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔اللہ تعالیٰ کے خوف کی یہ پہچان ہے
جاتا ہے۔

(۲)آدمی دل میں اللہ رب العزت سے نیک امیدیں رکھے۔نیک امید رکھنے کی پہ
بندہ ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے۔جو کہے نا،کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑ
اور نمازیں پوری نہ پڑھتا ہو تو سمجھ لو کہ اس کی امیدیں ٹھیک نہیں،بلکہ غلط

(۳)بندے کو ہروقت اللہ رب العزت کا دھیان نصیب رہے۔یاد رکھیں!ہر چیز کی
ہے اور محبت کی پہچان دھیان ہوتا ہے۔کسی کو بھی محبت ہو کسی سے، ہر و
گا۔وہ بندہ آپ کو سوچوں میں گم نظر آئے گا۔اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کا

بھی ہر لمحہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی سوچوں میں گم ہوتے ہیں۔وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے خیا
دھیان میں گم نظر آئیں گے۔اسی کو "وقوفِ قلبی"کہتے ہیں۔ہمارے مشا
بیٹھے،چلتے، پھرتے ہر وقت اپنے دل میں ہم اپنے رب کا دھیان رکھیں۔

ایمان ضائع ہونے کے اسباب:

تین چیزیں ایمان ضائع ہونے کا سبب بنتی ہیں:

(ا)جو انسان ایمان کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا اس کے ایمان کے
زیادہ ہوتے ہیں،کیونکہ جس نعمت پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کریں گے ال
لے لیں گے۔نعمت تب ہی باقی رہتی ہے جب انسان اس نعمت پر اپنے رب کا شکر
دعائیں سکھائی جاتی ہیں۔

رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا

چنانچہ ہم اپنے دل میں بھی یہی سوچیں کہ ہم اپنے رب سے راضی ہیں کہ وہ ہ
علیہ السلام سے راضی ہیں کہ وہ ہمارے آقا اور سردار ہیں اور ہم دین سے راضی
نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

(۲)ایمان کے سلب ہونے کے بارے میں متفکر رہیں۔جو انسان ایمان سلب ہونے
جاتا ہے وہ کئی مرتبہ ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔بھئی!جب ایک آدمی کو ک
صاف ظاہر ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن سکتی ہے۔اس لیے کتابوں میں لکھا
جن کا نام زندگی بھر مسلمانوں کی فہرست میں رہتا ہے مگر موت کے وقت اس

سے خارج کر دیا جاتا ہے۔حدیث پاک میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں ایسا وقت آئے گا کہ تو دیں

کہ ایک آدمی صبح کو اٹھے گا تو ایمان والا ہو گا اور جب شام کو سونے کے لیے ب

خالی ہو چکا ہو گا۔اس کی وجہ کیا ہو گی؟کہ اس زمانے میں شک پیدا کرنے والی

کبھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک

کبھی نبی علیہ السلام کے بارے میں شک

کبھی دین کی باتوں میں شک

یہ شک بندے کے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔

(۳)دین داروں سے نفرت ہونا۔آپ نے کئی لوگوں کو دیکھا ہو گا جو کہتے ہیں:

نہیں لگتے۔یا کوئی بھی باریش چہرہ ان کو اچھا نہیں لگتا۔جس بندے کو دین دار

ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

یہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔ایک ،نعمت ایمان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ دوسرا،ای

لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہیے اور تیسرا،دین داروں سے محبت ر

تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ:

ہمارے مشائخ نے بتایا کہ اگر تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ نکالیں تو تین باتیں بنتی

پہلی بات انسان کے دل میں سب سے زیادہ خوف اللہ رب العزت کا ہوتا کہ وہ گناہوں

دوسری بات بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ سے امید اس خوف سے بھی زیادہ ہو۔یعنی

خوف ہو ، اللہ تعالیٰ سے امید اس سے بھی زیادہ ہو۔

تیسری بات انسان اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ت

☆کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری غیبت کرے؟نہیں-پھر ہم کسی کی غیبت

☆کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ جھوٹ بولے؟نہیں-پھر ہم کیوں جھ

☆کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ وعدہ خلافی کرے؟نہیں-پھر ہم
ہیں؟

☆کیا ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ہماری عزت کی طرف بری نظر سے دیکھے؟نہیں
عزت کی طرف بری نظر ڈالتے ہیں-

یہ چیزیں تب انسان کو نصیب ہوتی ہیں جب اس کی نیت کے اندر اخلاص ہو-اس
اپنی نیت اچھی کر لیں-ہر ایک کے بارے میں ہماری نیت خیر خواہی کی ہو،کوئ
ساتھ ہم اچھائی کا معاملہ کریں-

حضرت عیسیٰؑ کو کسی نے برا کہا-آپ نے اس کے جواب میں اس کے ساتھ اچھائی کا
والا بڑا حیران ہوا اور پوچھنے لگا:حضرت!اس نے آپ کے ساتھ اتنی بد تمیزی کی
اتنے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آئے-فرمایا:

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ

”ہر برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو کچھ برتن میں موجود ہوتا ہے-“

اس کے اندر شر تھا،شر ہی نکلا،اور اگر ہمارے اندر اللہ نے خیر ڈالی ہے تو ہم خیر

سینے کو سیاہ کر دینے والا گناہ:

کوشش کریں کہ ہماری نیت ہمیشہ صاف اور اچھی ہو،کسی کے بارے میں بری

که فلاں کے بارے میں دل میں کینه،فلاں کے بارے میں کینه،یه چیز انسان کے د
ہے۔لوگ کہتے ہیں که فلاں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے،اب اس کے بار
میں کینه نه ہو تو اور کیاہو؟بھئی!اچھائی کرنے والے کے بارے میں دل میں کین
کے بارے میں جو کوئی برا کرے گا۔مومن کی عظمت اس میں ہے که اس کے
کے بارے میں بھی دل میں کینه مت رکھے۔الله کے لیے معاف کر دے۔لیلة القد
مغفرت ہو جاتی ہے،سوائے چند ایک کے،جن میں سے ایک وہ بندہ بھی ہے جس
ہے۔الله تعالیٰ شب قدر کے اندر بھی اس بندے کی مغفرت نہیں فرمایا کرتے۔کو
ساتھ برا کیوں نه کرے،زیادتی کیوں نه کرے،ہم اس مومن کے بارے میں کینه م
لیے معاف کردیں۔پھر اس کی برکتیں دیکھیں۔

فیض کا اجراء کیسے؟

جب نیت میں اخلاص ہوتا ہے تو پھر عمل قبول بھی ہو جاتے ہیں اورالله تعالیٰ
فرما دیتے ہیں۔دیکھیں!آج مدارس تو بہت بنتے ہیں ،مگر سب مدارس کا فیض تو
دیکھاکه محل نما عمارتیں بنی ہوتی ہیں،لیکن اجڑی اجڑی نظر آتی ہیں۔ایک ع
نیت سے بنائی اورآج وہاں پر انگریزی سکول چل رہا ہے۔ ہر ادارے کو قبولیت نہ
نیت کی کمی کی وجه سے فرق آجاتا ہے۔اگر تو اہتمام کرنے والے کے دل کے اند
جاتا ہے۔ایک ہوتا ہے عربی اور ایک ہوتا ہے اردو کا "ہم" عربی کا ہم جو کا مطلب
"غم" ہوتا ہے اسی سے مہتمم کا لفظ بنا۔که جس کے دل میں غم ہو۔اور ایک اردو
مطلب "ہم ہی ہم ہیں"۔اگر اردو کا "ہم" ہو تو ادارہ گیا ،اور اگر عربی کا "هَم" ہو

قبول ہوجائےگا۔

ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کی زندگیوں کو دیکھیں۔ایک ایک کی زندگی م
انسان حیران ہو تا ہے۔اسی اخلاص کی وجہ سے ان کا فیض جاری ہوا۔پوری دنیا
چلے جائیں،آپ کو ہر جگہ ان کے روحانی فرزند بیٹھے ہوئے دین کا کام کرتے نظر

یہ علم و ہنر کا گہوارا تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے
عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھو ں نے کہاں دیکھا ہو گا اخلاص کا ایسا تاج محل
وہ اخلاص کا تاج محل تعمیر کر کے چلے گئے
کہسار یہاں دب جاتے ہیں طوفان یہاں رک جاتے ہیں
اس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

یہ عظمت ملتی ہے اخلاص کی وجہ سے۔

ہمارے سب دوست جو دینی ادارے چلا رہے ہیں،وہ ذرا متوجہ ہوں۔اس کو
بنائیں،غم بنائیں۔اللہ رب العزت سے تہجد میں مانگا کریں۔ نمازوں کے بعد مانگا ک
میں غم ہو گا تو اللہ رب العزت کی طرف سے قبولیت ہو جائے گی۔چنانچہ آج کی

☆ایک تو ہم دلوں میں نیت کریں کہ ہم ہر معاملے میں اپنی نیت خالصتاً اللہ کے
☆دوسری بات یہ کہ ہم اپنے دل میں کسی کے بارے میں کینہ نہیں رکھیں گے۔
☆تیسری بات یہ کہ ہم ہمہ تن اللہ رب العزت کے دھیان میں زندگی گزاریں گے

ساتھ۔اٹھارہ

چنانچہ آپ جتنا بھی وقت لے کے آئے ہیں ،تین دن یا پانچ دن،ہر وقت با وضو رہیں
طرف دھیان رکھیں۔ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیالات میں مشغول رہنا،یہ
رکاوٹ پیدا کرے گی۔یہاں رہ کر یہی سیکھنا ہے کہ ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ ک
گزاریں۔

اکابر کا اندازِ تربیت:

جب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے علم حاصل
کر لیا تو حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ وقت گزارنے کے لیے تھانہ بھ
ہوئے ،طالب علم تھے،جوانی کی عمر میں تھے،ان دونوں میں علمی استعداد بہت
خانقاہ میں پہلا دن گزارا۔جب رات کا وقت آیا تو دونوں کو ایک کمرے میں ٹھ
گیا۔وہاں انہوں نے آپس میں دینی معاملات میں بحث شروع کر دی۔جب ان کی
ہوئیں تو وہ بڑے میاں جو خانقاہ کے نگران تھے،وہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے
ہیں، آپ کو خانقاہ کے دستور کا پتہ نہیں،یہاں ہر بندے نے اپنی عبادت کرنی ہ
بات کرنا ممنوع ہے،سوائے کسی خاص ضرورت کے،اور آپ تو بیٹھے بحث کر رہے
آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ آپس میں باتیں مت کیجیے اور اگر کریں گے
سے باہر نکال کر رکھ دیا جائے گا۔ہمارے اکابر نے ایسے سلوک سیکھا کہ خانق
بھی پابندی تھی۔

آپ بھی اس سے اندازہ لگالیجیے کہ آپس میں بات چیت کرنے کی کس حد تک ا

آپ جتنا وقت بھی لے کر آئے ہیں ،ہر وقت یہ فکر لگی ہوئی ہو کہ اللہ کا دھیان نہ
بیٹھے،چلتے، پھرتے ہر وقت دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان ہو۔بات بھی کرنی ہو تو
کریں،ضرورت سے زیادہ بات مت کریں،خاموشی اختیار کر کے اپنے رب کی یاد
گزاریے۔جب آپ یہ چند دن احتیاط کے ساتھ گزاریں گے تو انشاء اللہ رب کریم آپ
فرمادیں گے۔اللہ رب العزت ہماری حاضری کو قبول فرما (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ